Golden Research Thoughts
ISSN 2231-5063
Impact Factor : 2.2052(UIF)
Volume-4 | Issue-6 | Dec-2014
Available online at www.lbp.world

GRT

صفیہ اختر کے خطوط میں اصلاحی و اخلاقی پہلو

اسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر شیخ میمونہ اللہ بخش
یو.ای.ایس.مہیلا مہاودھیالیہ ، شولاپور

صفیہ اختر جو اردو ادب کے مشہور شاعر اسرار الحق مجاز کی بہن اور جاں نثار اختر کی شریک حیات تھیں ان کو اردو خطوط کی دنیا میں منفرد اور امتیازی مقام حاصل ہے ۔ صفیہ اختر نے اپنے شوہر جاں نثار اختر کو جو خطوط لکھے تھے وہ زیر لب اور حرف آشنا نامی دو مجموعوں میں اکھٹے کیے گئے ہیں۔ یہ خطوط تو خانگی ہیں لیکن صفیہ اختر کے پراثر قلم اور ان کی دل کو چھو لینے والی جذبات نگاری نے انفرادی اور نجی چیزوں کو عام اور عالمگیر بنا دیا ہے ان خطوط کو پڑھتے وقت دل کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں۔

صفیہ اختر کے ان خطوط میں ایک فراق زدہ ہے بس بیمار محبت کرنی سماج سے ٹکرانے والی اور اپنے شوہر کو سہارا دینے والی عورت کی تصویر ملتی ہے اسی بناء پر ان کے خطوط میں نہ مریضانہ ذہنیت ملتی ہے بلکہ ہمت و جوش کی لہریں فضا میں دوڑتی نظر آتی ہیں۔

صفیہ اختر نے اپنے مکاتب میں رنگین ہجر وصال کا ذکر خلوص و محبت کی فراوانی ، صداقت و اعتماد کی شمع فروزاں ، زندگی کا احترام ، زندہ رہنے اور دوسروں کو زندگی دینے کی بے پناہ خواہش محبت عین حیات ماں کا تڑپتا ہوا دل ، بہن کا خلوص ایک دوست کا لازوال اُبلتا ہوا پیار ، تنہائی کا کرب ، زندگی کے تجربے اور وہ زندگی کے حرف غم کی تاریکی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے خوش گوار پہلو کو دلنشین انداز میں پیش کر کے حوصلہ مندی کے جذبہ کو ابھارتی ہیں۔

صفیہ اختر کی شخصیت جلوہ گر ہے ایسے خطوط کی اہمیت صرف اس وجہ سے ہی ہوتی ہے کہ اس خط میں لکھنے والے کی شخصیت جلوہ گر رہتی ہے بلکہ اس وجہ سے ہوتی ہے اس میں عام خطوط کی طرح روح عصر ہی نہیں ہوتی بلکہ ابدیت بھی ہوتی ہے۔

صفیہ اختر کے خطوط میں ان کے اخلاق صاف طور پر نمایاں نظر آتے ہیں کہ اگر ہر عورت ایسی سنجیدہ اور باوفا ہو جائے تو اس دنیا کا نقشہ بدل جائے۔ صفیہ نے ہمیشہ ایک ہمدرد دوسروں کی مدد کرنے والی ایک ساتھی کی حیثیت سے زندگی بسر کی ۔ کچھ تو ان کی برداشت کا اور کچھ ان کی سوجھ بوجھ کا نتیجہ تھا کہ تعلیم یافتہ ترقی پسند اور سوسائٹی میں معزز ہونے پر بیوی ہونے کی حیثیت سے انہوں نے قطعی مشرقی بیویوں کا رول ادا کیا۔ صفیہ اختر نے خانہ داری ، ملازمت ،بچوں کی دیکھ بھال ، سگے بیگانوں سے ملنے جلنے اور ہر طرح کے دنیا دارانہ فرائض بڑی ہی بخوبی نبھایا ہے۔ ایثار پسندی اور خدمت گزاری کے لیے مشرقی بیویاں مثالی نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔ صفیہ کا مرتبہ اس حیثیت سے زیادہ بلند تھا کہ وہ زندگی کی کڑی آزمائشوں سے خود گزرتے ہوئے بھی ان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی بلکہ انہیں ہمیشہ یہ احساس کھٹکتا رہا کہ شوہر کی خدمت گزاری کا موقع نہیں ملا۔ ان کے سوچنے اور برسنے کا یہ ڈھنگ بہت ہی خاصہ سبق آموز ہے ۔

ڈپٹی نظیر احمد کی ناولوں میں جس طرح اخلاقی اور اصلاحی پہلو نظر آتے ہیں اسی طرح صفیہ اختر کے خطوط میں نظر آتی ہیں۔

صفیہ اختر کے خطوط کو باضابطہ پڑھا جائے تاکہ سوسائٹی کا جو رنگ ہے اور جس کی تلخی ہر نوجوان میں بس گئی اور بہت سارے لوگ عاجز آکر غلط قدم اُٹھاتے ہیں ان میں کمی آجائے۔

اس میں شک نہیں کہ صفیہ میں یہ تمام صلاحیتیں نہیں ہر کسی میں اس کا پیدا ہونا مشکل ہے انہیں انہی کم روئی کا احساس کمتری تھا جو انہیں خدمت گزاری کے حسن کو چمکانے پر اُکساتا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں حالات اور ماحول کا اندازہ بھی تھا جس کی روشنی میں وہ شوہر کی اداؤں کو پرکھتی اور ان کی مجبور یوں کا لحاظ رکھتی تھیں۔

صفیہ اختر نے اپنے اچھے برتاؤ محبت اور بزرگوں کا احترام کرتے ہوئے سوسائٹی میں اپنا ایک الگ مقام بنایا تھا۔ صفیہ اختر کی زندگی کا المیہ یہ تھا کہ وہ تا عمر تڑپتی رہیں۔ انہیں اپنااور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے کڑی محنت کرنی پڑتی۔ شوہر کے علاوہ کسی کی دست نگاری کو پسند نہیں کیا بلکہ اگر اپنی بہن سے قرض لیا تو اس کی ادائیگی کی فکر میں گھلتی رہیں۔ مالی تنگی کے علاوہ ہجر کے ازلی درد سے تڑپتا پڑا بیماری کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں اور سارے غم کو انہوں نے ہنسی خوشی برداشت کیا ۔ جتنی بے کیف زندگی انہیں گذارنی پڑی اس میں انہوں نے سنجیدگی اور توازن کے ساتھ خوش اخلاقی کا ثبوت دیتی رہی اچھے دن کی امید میں انہوں نے ایسا المیہی سنایا۔ لیکن ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یا رحم کی چاہ میں نہیں بلکہ زندگی بسر کرنے کا عزم اور حوصلہ بخشنے کے لئے ان کے خطوط بیک وقت حوصلہ اور زندگی گذارنے کا سلیقہ اور سبق دیتے ہیں۔

اسوسی ایٹ پروفیسرڈاکٹرشیخ میمونہ اللہ بخش
یو۔ای۔ایس۔مہیلا مہاودھیالیہ ، شولاپور